یہ جہاں چیز ہے کیا لوح و قلم تیرے ہیں
کی محمد سے وفا تو نے تو ہم تیرے ہیں

خطبۃ الانوار

خطباء و واعظین کے لیے جمعۃ المبارک کا بیان

عنوان

حرمت رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا پاسبان، غازی علم الدین شہید رحمۃ اللہ علیہ

سلسلہ نمبر 00191

تاریخ 17 اکتوبر 2025ء
۲۳ ربیع الثانی ۱۴۴۷ھ

پیش کش

تنظیم فضلاء انوار العلوم ملتان پاکستان

مرکزی دفتر جامعہ اسلامیہ عربیہ انوار العلوم ٹی بلاک نیو ملتان
0304-0306-0314
6123162
061-6560699

اَلْحَمْدُلِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی خَاتَمِ الْاَنْبِیَآءِوَالْمُرْسَلِیْنَ
اَمَّابَعْدُ!فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ۔ بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اللہ رب العالمین نے ہر سلیم الطبع شخص کی فطرت میں یہ چیز ودیعت فرمادی ہے کہ وہ لوگوں کے مقام ومرتبہ کے مطابق اس کی عزت اوروقار کا پاس رکھے۔ہر مہذب شخص، چاہے اس کا کسی مذہب یا کسی بھی طبقے سے تعلق ہو،وہ والدین،بہن،بھائی اور دیگر خاندان کے افراد کی عزت وتوقیر بجالاتا ہے،اسی طرح وہ اپنے مذہبی رہنما،بزرگ شخصیات کی توقیر بجالانا بھی اپنامذہبی فریضہ سمجھتا ہے۔ آج کے جمعہ کا موضوع ہے: **حرمت رسول ﷺ کا پاسبان،غازی علم الدین شہید رحمۃ اللہ علیہ۔**

محترم حضرات!یہ ایک مسلمہ حقیقت ہے کہ اللہ رب العالمین نے جو مقام حضرتِ انسان کو عطا فرمایاہے،وہ اپنی مخلوق میں کسی کو عطانہیں کیا۔سورۃ التین میں تخلیق انسانیت کے لیے فرمایا:لَقَدْ خَلَقْنَاالْاِنْسَانَ فِیْۤ اَحْسَنِ تَقْوِیْمٍ(التین:4)بیشک ہم نے انسان کو بہترین ساخت میں بنایا۔(البیان)پھر انسان کو اعمال کی بنیاد پر دو حصوں میں تقسیم کیا گیا،جس کی سورہ اعراف میں تصریح ملتی ہے:وَلَقَدْ ذَرَاْنَا لِجَهَنَّمَ كَثِیْرًا مِّنَ الْجِنِّ وَالْاِنْسِ لَهُمْ قُلُوْبٌ لَّا یَفْقَهُوْنَ بِهَا وَلَهُمْ اَعْیُنٌ لَّا یُبْصِرُوْنَ بِهَا وَلَهُمْ اٰذَانٌ لَّا یَسْمَعُوْنَ بِهَاؕ اُولٰٓىٕكَ كَالْاَنْعَامِ بَلْ هُمْ اَضَلُّؕ اُولٰٓىٕكَ هُمُ الْغٰفِلُوْنَ۔(الاعراف:179)

اور بیشک ہم نے دوزخ کے لئے بہت سے جن اورانسان پیدا کئے ان کے دل ہیں جن سے وہ نہیں سمجھتے اور ان کی آنکھیں ہیں جن سے وہ نہیں دیکھتے اوران کے کان ہیں جن سے وہ نہیں سنتے وہ لوگ چوپایوں کی طرح ہیں بلکہ ان سے زیادہ گمراہ،وہی لوگ غفلت میں مبتلاہیں۔(البیان)

محترم حضرات!اس کے مدمقابل جو اللہ تعالیٰ کی خوشنودی حاصل کرتے ہیں ان کی تقسیم چار طرح کی ہوئی ہے؛چنانچہ سورۂ نساء میں ارشاد ہوا:

وَمَنۡ يُّطِعِ اللّٰهَ وَالرَّسُوۡلَ فَاُولٰٓـئِكَ مَعَ الَّـذِيۡنَ اَنۡعَمَ اللّٰهُ عَلَيۡهِمۡ مِّنَ النَّبِيّٖنَ وَالصِّدِّيۡقِيۡنَ وَالشُّهَدَآءِ وَالصّٰلِحِيۡنَ‌ ۚ وَحَسُنَ اُولٰٓـئِكَ رَفِيۡقًا(النساء:69)

اور جو اللہ اور (اس کے) رسول کی فرمانبرداری کرے تو وہ لوگ ان کے ساتھ ہوں گے جن پر اللہ نے انعام کیا جو انبیاء اور صدیقین اور شہداء اور صالحین ہیں اور یہ کیا ہی اچھے ساتھی ہیں۔(البیان)

محترم حضرات! صلحاء، شہداء اور صدیقین سے افضل ترین مقام و مرتبہ، انبیاء و رُسل کا ہے۔ کیونکہ اللہ نے ان سے کلام کیا۔ انبیاء کرام علیہم الصلوۃ والسلام کائنات کی مقدس و افضل ترین جماعت ہے، لیکن صاحبِ شریعت و اولوالعزم رُسل کا مقام مزید بلند ہے۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ نے جمیع انبیاء و رُسل میں سب سے بلند مقام، اپنے حبیب کریم حضور خاتم الانبیاء والرسل صلی اللہ علیہ واٰلہ واصحابہ وسلم کو عطا کیا ہے۔ مثلاً:

- حضور صلی اللہ علیہ واٰلہ واصحابہ وسلم ختم الرسل والانبیاء ہیں۔[1]
- آپ صلی اللہ علیہ واٰلہ واصحابہ وسلم کی نبوت عالم گیری ہے۔[2]

[1] مَا كَانَ مُحَمَّدٌ اَبَاۤ اَحَدٍ مِّنۡ رِّجَالِكُمۡ وَلٰـكِنۡ رَّسُوۡلَ اللّٰهِ وَخَاتَمَ النَّبِيّٖنَ‌ ؕ وَكَانَ اللّٰهُ بِكُلِّ شَىۡءٍ عَلِيۡمًا(الاحزاب:40)
نہیں ہیں محمد (صلی اللہ علیہ واٰلہ واصحابہ وسلم) تمہارے مردوں میں سے کسی کے باپ لیکن وہ اللہ کے رسول ہیں اور سب نبیوں کے آخر اور اللہ ہر چیز کو خوب جاننے والا ہے (البیان)

[2] قُلۡ يٰۤاَيُّهَا النَّاسُ اِنِّىۡ رَسُوۡلُ اللّٰهِ اِلَيۡكُمۡ جَمِيۡعَا ۨ الَّذِىۡ لَهٗ مُلۡكُ السَّمٰوٰتِ وَالۡاَرۡضِ‌ ۚ لَاۤ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ يُحۡىٖ وَيُمِيۡتُ‌ ۖ فَاٰمِنُوۡا بِاللّٰهِ وَرَسُوۡلِهِ النَّبِىِّ الۡاُمِّىِّ الَّذِىۡ يُؤۡمِنُ بِاللّٰهِ وَكَلِمٰتِهٖ وَاتَّبِعُوۡهُ لَعَلَّكُمۡ تَهۡتَدُوۡنَ(الاعراف :158)
آپ فرمادیجئے! اے لوگو بیشک میں تم سب کی طرف اللہ کا رسول ہوں جس کے لئے آسمانوں اور زمینوں کی بادشاہت ہے اس کے سوا کوئی معبود نہیں وہ جِلاتا ہے اور مارتا ہے تو ایمان لاؤ اللہ اور اس کے (اس) رسول نبی، امّی (لقب والے) پر جو ایمان رکھتے ہیں اللہ اور اس کے کلام پر اور ان کی پیروی کرو تاکہ تم ہدایت یافتہ ہو جاؤ۔(البیان)

- حضور خاتم الانبیآء صلی اللہ علیہ واٰلہ واصحابہ وسلم کو 5 ایسی چیزیں عطا کی گئیں جو پہلے کسی نبی یا رسول کو عطا نہیں کی گئیں۔[3]

اللہ رب العالمین نے ان تمام وجوہات کی بنا پر آپ صلی اللہ علیہ واٰلہ واصحابہ وسلم کو جو عزت، وقار اور حرمت عطا فرمائی ہے وہ کسی بھی اور ذات کو عطا نہیں فرمائی، **تمام عزتیں اللہ اور اسکے رسول کے لیے ہیں**؛ چنانچہ سورہ منافقون میں ارشاد ہوا:

وَلِلّٰہِ الْعِزَّۃُ وَلِرَسُوْلِہٖ (المنافقون:8)

حالانکہ عزّت تو صرف اللہ اور اس کے رسول کے لیے ہے۔ (البیان)

محترم حضرات! مذکورہ دلائل سے یہ بات ثابت ہوئی کہ اللہ تبارک و تعالیٰ کی جمیع مخلوق میں افضل مخلوق انسان ہے، ان میں صلحاء، شہداء اور صدیقین ہیں، ان سے افضل انبیاء و رُسل ہیں اور ان میں افضل و اعلیٰ حضور خاتم الانبیاء صلی اللہ علیہ واٰلہ واصحابہ وسلم کی ذات مبارکہ ہے۔ لہٰذا ہر صورت میں آپ صلی اللہ علیہ واٰلہ واصحابہ وسلم کی عزت و حُرمت آپ کے مقام و مرتبہ کے مطابق کی جائے۔ آپ صلی اللہ علیہ واٰلہ واصحابہ وسلم کی حرمت کا یہی تقاضہ ہے کسی قسم کی عدم احترام کی کیفیت کو گوارہ بھی نہ کیا جائے۔

---

[3] حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ واٰلہ واصحابہ وسلم نے ارشاد فرمایا: "مجھے پانچ چیزیں ایسی دی گئی ہیں، جو مجھ سے پہلے کسی نبی کو نہیں دی گئی تھیں۔ (1) ایک مہینے کی مسافت تک رعب کے ذریعے میری مدد کی گئی ہے (2) پوری زمین میرے لیے مسجد اور حصولِ پاکیزگی کا ذریعہ بنا دی گئی ہے۔ چنانچہ میری امت کا جو انسان نماز کے وقت کو (جہاں بھی) پالے، اسے وہیں نماز ادا کر لینی چاہیے۔ (3) میرے لیے غنیمت کا مال حلال کر دیا گیا ہے، مجھ سے پہلے کسی کے لیے بھی غنیمت کا مال حلال نہ تھا۔ (4) مجھے شفاعت عطا کی گئی۔ (5) دیگر انبیا اپنی اپنی قوموں کے لیے مبعوث کیے جاتے تھے، لیکن مجھے تمام انسانوں کے لیے نبی بنا کر بھیجا گیا ہے"۔
(صحیح بخاری:133/1، الحدیث:335)

سورۂ اعراف میں ہے:

فَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا بِهٖ وَعَزَّرُوْهُ وَنَصَرُوْهُ وَاتَّبَعُوا النُّوْرَ الَّذِيْٓ اُنْزِلَ مَعَهٗٓ اُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ(الاعراف:157)

توجولوگ ان پر ایمان لائے اوران کی تعظیم کی اور کی نصرت وحمایت کی اوراس نور کی پیروی کی جوان کے ساتھ نازل کیا گیاوہی فلاح پانے والے ہیں۔(البیان)

اور سورۂ فتح میں ارشاد ہوا:

لِتُؤْمِنُوْا بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ وَتُعَزِّرُوْهُ وَتُوَقِّرُوْهُ وَتُسَبِّحُوْهُ بُكْرَةً وَّاَصِيْلًا (الفتح:9)

تاکہ تم (لوگ) اللہ اوراس کے رسول پر ایمان لاؤاور رسول کی تعظیم بجالاؤاور ان کی توقیر کرواور اللہ کی پاکی بیان کرو صبح اور شام(البیان)

محترم حضرات! ان آیات میں تین افعال ذکر کیے گئے ہیں (1)نصر (2)وقر (3)عزر۔ جن کا معنٰی ہے: حضور خاتم الانبیاء صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم کوسب سے اعلٰی قرار دینا، عظیم سمجھنا، اعلٰی تکریم سے پیش آنا۔

تَعْزِيْر کالفظ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم کی مدد، تائیداور ہر ایسی چیز کو آپ سے روکناجو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم کوتکلیف دیتی ہوان سب کوشامل ہے۔

تَوْقِيْر کالفظ جامع ہے ہر ایسے کام کو جس میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم کی عظمت اوراحترام کاپہلوہواور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم کے ساتھ عزت، اکرام کا معاملہ ہو۔

سورۂ بقرہ میں ارشاد ہوا:

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَقُوْلُوْا رَاعِنَا وَقُوْلُوا انْظُرْنَا(البقرہ:104)

اے ایمان والو!(اپنے رسول کو)رَاعِنَا نہ کہو،اُنْظُرْنَا، کہو۔(البیان)

جب صحابہ کرام علیہم الرضوان کو حضور صلی اللہ علیہ واٰلہ واصحابہ وسلم کی کوئی بات سمجھ نہ آتی تو وہ دوبارہ سننے کے لئے "رَاعِنَایَارَسُوْلَ اللہِ"(اے اللہ کے رسول ہماری رعایت فرمائیں)کے الفاظ سے درخواست کرتے۔یہ الفاظ اپنے معنیٰ کے لحاظ سے بالکل درست تھے اوران میں بے ادبی کا کوئی پہلو نہ تھا،لیکن یہودیوں نے اپنے خُبثِ باطن کی وجہ سے اس لفظ کوذرا کھینچ کر "رَاعِیْنَا" (ہمارے چرواہے)استعمال کرنا شروع کر دیا۔جو کہ بے ادبی اور گستاخی والا لفظ تھا۔اللہ رب العالمین نے اس آیت کے ذریعے مسلمانوں پر پابندی لگادی کہ وہ ایسا لفظ ہی استعمال نہ کریں جس سے یہودیوں کے لئے بے ادبی کاموقع نکل سکے۔اگر بات سمجھنی ہوتو یوں عرض کریں "اُنْظُرْنَایَارَسُوْلَ اللہِ"(اے اللہ کے رسول ہماری طرف نظر کرم فرمائیں)۔

اسی طرح سورۂ نور میں ارشاد ہوا:

لَاتَجْعَلُوْادُعَآءَالرَّسُوْلِ بَیْنَکُمْ کَدُعَآءِبَعْضِکُمْ بَعْضًاقَدْ یَعْلَمُ اللہُ الَّذِیْنَ یَتَسَلَّلُوْنَ مِنْکُمْ لِوَاذًا فَلْیَحْذَرِ الَّذِیْنَ یُخَالِفُوْنَ عَنْ اَمْرِہٖٓ اَنْ تُصِیْبَھُمْ فِتْنَۃٌ اَوْ یُصِیْبَھُمْ عَذَابٌ اَلِیْمٌ (النور:63)

نہ بنالواپنے درمیان رسول کے پکارنے کو جیسے تم ایک دوسرے کوپکارتے ہوبیشک اللہ ان لوگوں کو جانتا ہے جو تم میں سے آڑلے کرچپکے سے نکل جاتے ہیں تووہ لوگ ڈریں جورسول کے حکم کی خلاف ورزی کرتے ہیں کہ انہیں کوئی آفت پہنچے یادردناک عذاب انہیں پہنچ جائے۔(البیان)

محترم حضرات!اس آیت میں انداز تخاطب بتایاجارہاہے اور حکم دیاجارہاہے کہ حضور صلی اللہ علیہ واٰلہ واصحابہ وسلم کوعام لوگوں کی طرح نام کے ساتھ "یَامُحَمَّد" کہہ کر مخاطِب نہ ہوا کرو،کیونکہ یہ بے ادبی ہے۔بلکہ تعظیمی القاب "یَارَسُوْلَ اللہِ،یَانَبِیَ اللہ" سے مخاطب ہوا کرو۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ واٰلہ واصحابہ وسلم نے ارشاد فرمایا: تم میں سے کوئی شخص اس وقت تک مؤمن نہیں ہو سکتا، جب تک اس کو اپنے ماں باپ اولاد اور سب سے زیادہ میری محبت نہ ہو۔(صحیح بخاری:17:1،حدیث:15)

مال وجان، عزت وآبرو سے بڑھ کر حضور صلی اللہ علیہ واٰلہ واصحابہ وسلم کو مقام دیناہی کامل ایمان ہے۔

گستاخِ رسول کی سزا

اللّٰہ رب العالمین نے سورۂ احزاب میں ارشاد فرمایا:

اِنَّ الَّذِیْنَ یُؤْذُوْنَ اللّٰهَ وَ رَسُوْلَهٗ لَعَنَهُمُ اللّٰهُ فِی الدُّنْیَا وَ الْاٰخِرَةِ وَ اَعَدَّ لَهُمْ عَذَابًا مُّهِیْنًا(الاحزاب:57)

بیشک جو لوگ اذیت دیتے ہیں اللّٰہ اور اسکے رسول کو اللّٰہ نے ان پر لعنت فرمائی دنیا اور آخرت میں اور ان کے لیے خواری کا عذاب تیار کیا۔(البیان)

حضرت علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ واٰلہ واصحابہ وسلم نے ارشاد فرمایا:مَنْ سَبَّ نَبِیًّاقُتِلَ(الطبرانی: معجم الصغیر:ج1،ص236)

جس نے نبی صلی اللہ علیہ واٰلہ واصحابہ وسلم کو گالی دی اسے قتل کیا جائے۔

علامہ قاضی عیاض مالکی نے اپنی مکمل سند کے ساتھ اس حدیث کو ان الفاظ کے ساتھ نقل کیا ہے:مَنْ سَبَّ نَبِیًّافَاقْتُلُوْہُ(الشفاءبتعریف حقوق المصطفی:171)جو شخص کسی نبی کو برا بھلا کہے اس کو تم قتل کر دو۔

اس حدیث کی تائید بہت سی احادیث وآثار سے ہوتی ہے، چند مثالیں ذکر کئے دیتے ہیں:

ابن خطل گستاخ کا قتل:

عبد العزی بن خطل اس کا نام عبد اللہ بن خطل بھی ملتا ہے۔یہ اسلام لانے کے بعد مرتد ہو گیا،یہ اوراس کی دولونڈیاں حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ واٰلہ واصحابہ وسلم کی شان میں گستاخی کیا کرتی تھیں۔جب حضور خاتم الانبیاء صلی اللہ علیہ واٰلہ واصحابہ وسلم فتح مکہ کے دن مکہ میں داخل ہوئے تو،ایک آدمی نے آکر کہا کہ ابن خطل کعبہ کے پردوں سے لپٹا ہوا ہے،توحضور صلی اللہ علیہ واٰلہ واصحابہ وسلم نے فرمایااسی جگہ اسے قتل کردو۔حجراسود اور مقام ابراہیم کے درمیان اُس گستاخ کی گردن اڑادی گئی۔(صحیح بخاری:حدیث نمبر3044)

کعب بن اشرف یہودی کا قتل:

کعب بن اشرف ایک سرمایادار متعصب یہودی تھا جسے اسلام سے سخت عداوت اور نفرت تھی جو حضور صلی اللہ علیہ واٰلہ واصحابہ وسلم کی ہجو کیا کرتا تھااور حضور صلی اللہ علیہ واٰلہ واصحابہ وسلم کے قتل کے لئے لوگوں کو جوش دلایا کرتا تھا۔**حضور** صلی اللہ علیہ واٰلہ واصحابہ وسلم **نے اس کے قتل کا حکم جاری فرمایااور قتل کے لئے روانہ ہونے والے افراد کو بقیع کے قبرستان تک چھوڑنے بھی آئے اور حضور** صلی اللہ علیہ واٰلہ واصحابہ وسلم **نے ان کے لئے ارشاد فرمایا کہ اللہ تعالیٰ تمہاری مدد کرے۔**حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ کی روایت کے مطابق،کعب بن اشرف گستاخ کو محمد بن مَسْلَمَہ انصاری رضی اللہ عنہ نے قتل کیااور اس کا سر کاٹ کر،حضور صلی اللہ علیہ واٰلہ واصحابہ وسلم کے قدموں میں رکھ دیا،اس پر حضور صلی اللہ علیہ واٰلہ واصحابہ وسلم نے الحمدللہ کہہ کر اللہ کا شکر ادا کیا۔(صحیح بخاری: 2،ص 576حدیث نمبر4037 /المواهب اللدنیۃ مع شرح الزرقانی، قتل کعب بن الاشرف۔۔۔الخ، ج2،ص365ملخصاً)

ہجو کرنے والی گستاخ لونڈی کا انجام:

حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کا بیان ہے:ایک نابینے شخص کی ام ولد لونڈی تھی

جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ واٰلہ واصحابہ وسلم کی ہجو کیا کرتی تھی، اس کا مالک (وہ نابینا شخص) اسے منع کرتا، جھڑکتا وہ لونڈی پھر بھی باز نہ آتی۔ ایک رات اس عورت نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ واٰلہ واصحابہ وسلم کو گالیاں دینا شروع کیں، اس نابینا شخص نے ایک بھالا لے کر اس لونڈی کے پیٹ میں پیوست کر دیا جس سے وہ مر گئی۔۔۔ حضور صلی اللہ علیہ واٰلہ واصحابہ وسلم نے (اس بارے) ساری گفتگو سننے کے بعد ارشاد فرمایا: تم گواہ ہو جاؤ کہ اس کا خون رائیگاں (نہ قصاص نہ دیت) ہے۔

(ابوداؤد: ابوداؤدسلیمان بن اشعث بن اسحاق(م275ھ)،کتاب الحدود فیمن سب النبیﷺ)

ان کے علاوہ بہت سے آثار واقعات، کتب حدیث وسِیَر میں تفصیل سے موجود ہے۔

غازی علم الدین شہید:

محترم حضرات! غازی علم الدین شہید 3 دسمبر 1908ء بمطابق 8 ذیقعد 1366ھ کو لاہور کے ایک علاقے کوچہ چابک سواراں (موجودہ نام محلہ سرفروشاں) میں پیدا ہوئے۔ آپ کے والد کا نام "طالع مند" تھا جو مغل قبیلے سے تھے اور ترکھان (لکڑی کے کاریگر) تھے۔ اس فن میں اپنے والد اور بڑے بھائی میاں محمد امین کی شاگردی اختیار کی۔ 1928ء میں آپ کوہاٹ منتقل ہو گئے اور بنوں بازار میں اپنا فرنیچر سازی کا کام شروع کیا۔

پس منظر:

لاہور کے ایک ناشر "راج پال" نے بدنام زمانہ کتاب شائع کی۔ جس پر مسلمانوں میں سخت اضطراب پیدا ہو گیا۔ مسلمان رہنماؤں نے انگریز حکومت سے اس دل آزار کتاب کو ضبط کرنے اور ناشر کے خلاف کارروائی کا مطالبہ کیا۔ مجسٹریٹ نے ناشر کو صرف چھ ماہ قید کی سزا سنائی۔ جس کے خلاف مجرم نے ہائی کورٹ میں اپیل کی جہاں جسٹس دلیپ سنگھ مسیح نے اس کو رہا کر دیا۔ انگریز حکومت کی عدم توجہی پر مایوس ہو کر مسلمانوں نے متعدد جلسے جلوس منعقد کیے۔ مگر انگریز حکومت

نے روایتی مسلم دشمنی کا مظاہرہ کرتے ہوئے دفعہ 144 نافذ کر کے الٹا مسلمان رہنماؤں کو ہی گرفتار کرنا شروع کر دیا۔ مسلمانوں میں یہ احساس جاگزیں ہونے لگا کہ حکومتِ وقت ملعون ناشر کو بچانے کی پالیسی پر عمل پیرا ہے اور یہ کہ اس ملعون کو کیفر کردار تک پہنچانے کے لیے ان کو خود ہی کچھ کرنا ہو گا۔

رد عمل:

محترم حضرات! لاہور کے ایک "غازی خدا بخش گجر" نے 24 ستمبر 1928ء کو اس گستاخ کو اس کی دکان پر نشانہ بنایا تاہم یہ بھاگ کر اپنی جان بچانے میں کامیاب ہو گیا۔ "غازی خدا بخش" کو گرفتاری کے بعد 7 سال کی سزا سنائی گئی۔ افغانستان کے ایک "غازی عبد العزیز خان" نے لاہور آ کر اس شاتم رسول کی دکان کا رخ کیا مگر یہ بدبخت دکان میں موجود نہ تھا اس کی جگہ اس کا دوست سوامی ستیانند موجود تھا۔ "غازی عبد العزیز خان" نے غلط فہمی میں اس کو راج پال سمجھ کر اس پر حملہ کر کے ایک ہی وار میں اس کا کام تمام کر دیا۔ "غازی عبد العزیز خان" کو حکومت وقت نے چودہ سال کی سزا سنائی۔ راج پال ان حملوں کے بعد نہایت خوفزدہ رہنے لگا۔ حکومت نے اس کی پشت پناہی کرتے ہوئے دو ہندو سپاہیوں اور ایک سکھ حوالدار کو اس کی حفاظت پر متعین کر دیا۔

راج پال کچھ عرصے کے لیے لاہور چھوڑ کر کاشی، ہر دوار اور متھرا چلا گیا، مگر چند ماہ بعد ہی واپس آ گیا اور دوبارہ اپنا کاروبار شروع کر دیا۔ "غازی علم دین" کی غیرت ایمانی نے یہ گوارا نا کیا کہ یہ ملعون اتنی آسانی سے بچ نکلے آپ نے اس کو اس کے انجام تک پہنچانے کا فیصلہ کر لیا۔ آپ نے 29 اپریل 1929ء کو راج پال کی دکان کا رخ کیا۔ اس وقت یہ ملعون اپنی دکان پر ہی موجود تھا۔ آپ نے اس کو للکارتے ہوئے کہا "اپنے جرم کی معافی مانگ لو اور اس دل آزار کتاب کو تلف کر دو اور آئندہ کے لیے ان حرکات سے باز رہو! راج پال نے اس کو گیدڑ بھبکی سمجھ کر نظر انداز کر دیا۔ اس پر آپ نے ایک ہی بھرپور وار میں اس بدبخت کا کام تمام کر دیا۔ اس کی دکان کے ایک ملازم نے قریبی تھانے انارکلی کو خبر دی جس پر پولیس نے آپ کو گرفتار کر لیا۔ آپ اس واقعہ کے بعد نا صرف مکمل پر سکون

رہے، بلکہ آپ نے فرار ہونے کی بھی کوئی کوشش نہ کی۔ آپ نے اس کارروائی کا اعتراف کیا اور گرفتاری پیش کر دی۔ مقدمہ ایڈیشنل ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ لوئس کی عدالت میں پیش ہوا، جس نے ملزم پر فرد جرم عائد کر کے صفائی کا موقع دیے بغیر مقدمہ سیشن کورٹ میں منتقل کر دیا۔ آپ کی جانب سے "سلیم بارایٹ لا" پیش ہوئے جنہوں نے آپ کے حق میں دلائل دیے، مگر "نیپ نامی" انگریز جج نے آپ کو مورخہ 22 مئی 1929ء کو سزائے موت کا حکم سنایا۔ مسلمانان لاہور نے فیصلہ کیا کہ سیشن کورٹ کے اس فیصلے کے خلاف ہائی کورٹ میں اپیل کی جائے اور اس مقدمے میں "غازی" کی وکالت کے لیے شہرہ آفاق وکیل جناب **"محمد علی جناح"** کو نامزد کیا جائے۔ چنانچہ "محمد علی جناح" لاہور تشریف لائے، ان کی معاونت جناب "فرخ حسین" بیرسٹر نے کی۔ 15 جولائی 1929ء کو ہائی کورٹ کے دو ججوں نے فیصلہ سناتے ہوئے سیشن کورٹ کی سزا کو بحال رکھا۔ اور غازی کی اپیل خارج کر دی۔ اپیل خارج ہونے کی اطلاع جب جیل میں "غازی" کو ملی تو آپ نے مسکرا کر فرمایا "شکر الحمدللہ میں یہی چاہتا تھا۔ بزدلوں کی طرح قیدی بن کر جیل میں سڑنے کی بجائے تختہ دار پر چڑھ کر ناموس رسالت پر اپنی جان فدا کرنا موجب ہزار ابدی سکون وراحت ہے "مسلمان عمائدین نے ہائی کورٹ کے اس فیصلے کے خلاف لندن کی پریوی کونسل میں اپیل دائر کی۔ اس اپیل کا مسودہ "محمد علی جناح" کی زیر نگرانی تیار کیا گیا۔ مگر انگریز حکومت جو ایڈیشنل سیشن کورٹ سے ہائی کورٹ تک مسلم دشمنی کا مسلسل مظاہرہ کرتی آئی تھی، نے اس اپیل کو بھی رد کر دیا۔

غازی علم الدین شہید رحمۃ اللہ علیہ کی عظمت پر مبنی ایک ایمان افروز واقعہ:

عبد اللہ نے جو میانوالی جیل میں "غازی علم الدین "شہید کی نگرانی پر مامور تھا۔ یہ واقعہ ذکر کیا کہ جس دن (31 اکتوبر 1929ء) "غازی علم الدین "شہید کو پھانسی ہونا تھی، اس سے ایک روز پہلے میں حسب معمول غازی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی کوٹھڑی کا پہرہ دے رہا تھا۔ چلتے ہوئے میں کوٹھڑی سے ذرا فاصلے پر عام قیدیوں کی بیرک کی طرف آگیا۔ مڑ کر کیا دیکھتا ہوں کہ غازی کا کمرہ خوبصورت

اور دلکش روشنیوں سے بھر گیا ہے۔ میں یہ سمجھا کہ شاید "غازی علم الدین" نے اپنے کمرے کو آگ لگالی ہے۔ اتنے میں کیا دیکھتا ہوں کہ نور کا ایک بادل ہے جو تیزی سے آسمانوں کی طرف چلا گیا۔ چنانچہ میں "غازی" کی کوٹھری کی طرف بھاگا۔ اندر گیا تو کیا دیکھتا ہوں کہ پورا کمرہ بہترین اور مسحور کن خوشبوؤں سے معطر اور منور تھا۔ غازی حالت سجدہ میں زار و قطار رو رہے تھے۔ تھوڑی دیر بعد اٹھے تو میں نے ان کی قدم بوسی کی اور خود بھی بے اختیار رونا شروع کر دیا۔ پھر میں نے عرض کیا، غازی صاحب! یہ کیا ماجرا تھا؟ غازی صاحب نے کوئی جواب نہ دیا۔ میں نے پھر عرض کیا کہ حضرت! آپ یہ اہم راز اپنے سینے میں لے کر نہ جائیں اور اس واقعہ کی تفصیلات ضرور بتائیں، بہر حال "غازی" نے میرے بے حد اصرار پر فرمایا، عبد اللہ! تمہیں معلوم ہے کہ مجھے کل پھانسی ہو رہی ہے۔ میری دلجوئی اور حوصلہ افزائی کے لیے شافع محشر، حضور خاتم النبیین حضرت محمد مصطفی صلی اللہ علیہ والہ واصحابہ وسلم اپنے خاص صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے ساتھ یہاں خود تشریف فرما ہوئے اور بڑی محبت اور شفقت فرمائی۔ اس موقع پر حضرت علی رضی اللہ عنہ نے مجھ سے پوچھا کہ تمہیں پھانسی کا خوف تو نہیں ہے؟ میں نے عرض کیا۔ حضور! بالکل نہیں۔ فرمایا: بیٹا اگر کوئی خوف ہے تو آؤ ہمارے ساتھ چلو۔ میں نے پھر عرض کیا۔ حضور! نہیں، ایسی کوئی بات نہیں۔ میں تو بہت خوش اور مطمئن ہوں۔ پھر پیارے آقا و مولا حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ والہ واصحابہ وسلم نے میرے سر پر اپنا دست مبارک رکھ کر فرمایا: پھانسی کے وقت جیل حکام تم سے تمہاری آخری خواہش پوچھیں گے، تم کہنا کہ میرے ہاتھ کھول دیں۔ میں پھانسی کا پھندا چوم کر خود اپنے گلے میں ڈالنا چاہتا ہوں تاکہ دنیا کو معلوم ہو جائے کہ مسلمان اپنے پیارے نبی صلی اللہ علیہ والہ واصحابہ وسلم کی عزت و ناموس کے تحفظ کے لیے اپنی جان کا نذرانہ پیش کرنا سب سے بڑی سعادت سمجھتے ہیں۔ دوسرا یہ کہ تم روزہ رکھ کر آنا، ہم تمام صحابہ اور فرشتوں کے ساتھ روزہ اکٹھے افطار کریں گے۔ یہ ہے تحفظ ناموس رسالت صلی اللہ علیہ والہ واصحابہ وسلم کا صلہ۔

شہادت:

31 اکتوبر 1929ء بمطابق 26 ربیع الثانی بروز جمعرات کو میانوالی جیل میں آپ کی سزا پر عمل درآمد کیا گیا۔ آپ کی شہادت کے بعد انگریز حکومت نے آپ کے جسد خاکی کو قبضے میں رکھا اور کسی نامعلوم مقام پر سپرد خاک کر دیا جس پر شدید احتجاج لہرا اٹھی۔ 4 نومبر 1929ء کو مسلمان رہنماؤں کے ایک وفد نے گورنر پنجاب سے ملاقات کی اور جسد خاکی کی حوالگی کا مطالبہ کیا۔ گورنر نے شرط عائد کی کہ اگر مذکورہ رہنما پر امن تدفین کی ذمہ داری کی یقین دہانی کرائیں تو جسد خاکی مسلمانوں کے حوالے کیا جا سکتا ہے۔ مذکورہ وفد نے یہ شرط منظور کرلی۔ 13 نومبر 1929ء کو مسلمانوں کا ایک وفد سید مراتب علی شاہ اور مجسٹریٹ مرزا مہدی حسن کی قیادت میں میانوالی روانہ ہوا اور دوسرے روز جسد خاکی وصول کیا۔ موقع پر موجود لوگوں کا بیان ہے کہ دو ہفتے گزر جانے کے باوجود جسد خاکی میں ذرا بھی تعفن نہیں تھا اور جسدِ مبارک بالکل صحیح وسالم تھا۔ چہرے پر غسل کے پانی کے قطرے ایسے چمک رہے تھے جیسے ابھی "غازی" نے وضو کیا ہو اور چہرے پر جلال و جمال کا حسین امتزاج تھا اور ہونٹوں پر مسکراہٹ تھی۔ محکمہ ریلوے نے یہ جسد خاکی 15 نومبر 1929ء کو لاہور چھاؤنی میں دو مسلم رہنماؤں علامہ اقبال اور سر محمد شفیع کے حوالے کیا۔

نماز جنازہ: شہید کا جنازہ لاہور کی تاریخ کا سب سے بڑا جنازہ کہلاتا ہے۔ جنازہ کا جلوس ساڑھے پانچ میل لمبا تھا۔ نماز جنازہ یونیورسٹی گراؤنڈ میں ادا کی گئی جس میں کم و بیش چھ لاکھ عشاق رسول نے شرکت کی ہندوستان میں مقیم جید علما کرام و مشائخ عِظام بھی کونے کونے سے رسول پاک کے سچے عاشق کے آخری دیدار کے لیے لاہور تشریف لائے۔ شہید کی پہلی نماز جنازہ قاری شمس الدین خطیب مسجد وزیر خان نے پڑھائی اور دوسری نماز جنازہ مولانا دیدار علی شاہ الوری رحمۃ اللہ علیہ [4] نے

---

[4] سید دیدار علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ دارالعلوم حزب الاحناف کے بانی خلیفہ وشاگرد شاہ فضل الرحمن گنج مرادآبادی رحمۃ اللہ علیہ کے اور خلیفہ ہیں اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان رحمۃ اللہ علیہ کے۔ سید محمد احمد قادری صاحب تفسیر الحسنات اور ابوالبرکات سید احمد قادری آپ ہی کے بیٹے تھے۔

پڑھائی۔مولانا دیدار علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ اور علامہ اقبال رحمۃ اللہ علیہ نے شہید کو اپنے ہاتھوں سے لحد میں اتارا۔ جس پر مولانا ظفر علی خان نے کہا تھا "کاش!" یہ مقام مجھے نصیب ہوتا۔لوگوں نے عقیدت میں اتنے پھول نچھاور کیے کہ میت ان میں چھپ گئی۔لاہور میں میانی صاحب قبرستان میں ایک نمایاں مقام پر آپ کی آخری آرام گاہ موجود ہے۔ آپ کی شہادت کے بعد علامہ اقبال کی زبان سے یہ سنا گیا: **اَسیں گلاں کردے رہے تے ترکھاناں دا مُنڈا بازی لے گیا۔**

قرآن واحادیث سے اس بات کی تصریح ہوتی ہے کہ گستاخ رسول کی سزا قتل ہے،اسی پر علماء امت کا اتفاق اور اجماع ہے۔

محترم حضرات! یہ سیرت کے واقعات پڑھنے اور سننے کے بعد ایک لمحہ کے لئے یہ بات ذہن میں آتی ہے کہ اگر کہیں خدانخواستہ حرمتِ رسول صلی اللہ علیہ واٰلہ واصحابہ وسلم کے خلاف کوئی ناخوشگوار واقعہ پیش آتا ہے، تو ایسے افراد سے خود نمٹا جائے؛ لیکن یہ دینی اور قانونی بصیرت کے خلاف ہے۔وہ اس لیے کہ حضور صلی اللہ علیہ واٰلہ واصحابہ وسلم کی ذات مبارکہ بحیثیت شارع اور مُقَنِّن ہے، آپ جو فرماتے وہی شریعت اور قانون تھا۔اگر کہیں حرمت رسول صلی اللہ علیہ واٰلہ واصحابہ وسلم کے خلاف ناخوشگوار واقعہ پیش آتا ہے، تو بندے کو خود کاروائی کرنے کی بجائے، فوراً قانون نافذ کرنے والے اداروں کو اطلاع دینی چاہئے اور قانون نافذ کرنے والوں کی بھی یہ ذمہ داری ہے کہ وہ ان خُبثِ باطن افراد کو قرار واقعی سزا دیں، تاکہ ملکی وملی حالات زیادہ کشیدہ نہ ہوں۔

خلاصہ کلام:

حرمتِ رسول **صلی اللہ علیہ واٰلہ واصحابہ وسلم** کا مسئلہ انتہائی حساس ہے اور ہر مؤمن ومسلمان اس کی اہمیت کو اپنے دل میں محسوس کرتا ہے۔**الحمدللہ ملک** پاکستان میں حضور خاتم الانبیآء **صلی اللہ علیہ واٰلہ واصحابہ وسلم** کی عزت وحرمت کو یقینی بنانے کے لئے (C)295 کا قانون موجود ہے۔ تاکہ کوئی بھی شخص توہین کی ناپاک جسارت نہ کرسکے۔یہ قانون ہر اعتبار سے فطرت اور بین الاقوامی

قوانین سے مطابقت رکھتا ہے۔ دنیا بھر میں اداروں کے احترام کے لئے اور انسانوں کے احترام کے لئے ہتکِ عزت کے قوانین موجود ہیں اور اگر کوئی شخص کسی کی عزت کے ساتھ کھیلتا ہے، تو اس کو سخت قسم کی سزاؤں کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔

اگر ایک انسان کی حرمت کو یقینی بنانے کے لئے ہتکِ عزت کے قوانین اور عدلیہ کے وقار کے لئے قوانین بنائے جاسکتے ہیں، تو اس بات کو بھی دل میں جگہ دینی چاہیے کہ حضور خاتم الانبیاء **صلی اللہ علیہ واٰلہ واصحابہ وسلم** کی حرمت تمام اداروں اور انسانوں سے فائق ہے۔ حرمتِ رسول **صلی اللہ علیہ واٰلہ واصحابہ وسلم** کا یہ تقاضا ہے کہ ہم اس حوالے سے دیگر ممالک میں بھی قانون سازی کو یقینی بنائیں، اس کے لئے ہمیں انفرادی واجتماعی اور بین الممالک بھرپور کوشش کرنی ہوگی، تاکہ دریدہ دہنی کرنے والا کوئی بھی شخص کسی بھی طرح مقدس ہستیوں کی توہین کی ناپاک جسارت نہ کرسکے۔

اللہ رب العالمین ہمیں عمل کی توفیق عطا فرمائے، آمین۔